



”اور وہ نشانی ہے قیامت کی پس تم ہرگز شک نہ کرو اس میں۔“ (القرآن)

آخری زمانے میں آنے والے مسیح کی

# شناخت

اہل انصاف کو غور و فکر کی دعوت

از

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

مضموری باغ روڈ  
مٹان پاکستان

عالمی مجلس تحفظ خیریت

## پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله وسبلاہ علی عبادہ الذین اصطفیٰ - اما بعد :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامات کبریٰ کے ضمن میں حضرت  
مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، ان کے زمانے میں کانے رجا کے خردن اور حضرت مسیح  
عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر متواتر احادیث میں دی ہے۔ گذشتہ  
صدیوں میں بہت سے بے پاک طالع آزمائوں نے مہدویت یا مسیحیت کے دعوے کئے۔  
لیکن حقائق و واقعات کی کسوٹی پر ان کے دعوے غلط ثابت ہوئے، ان میں سے بعض  
مدعیین مسیحیت یا مہدویت کی جماعتیں اب تک موجود ہیں۔ ان کے تجربات سے نادمہ  
اٹھاتے ہوئے خود مویش صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۴ء میں مہدویت کا،  
۱۸۹۱ء میں مسیحیت کا اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا، اس طرح مدعیین مسیحیت و  
مہدویت میں ایک نئے نام کا اضافہ ہوا۔

زیر نظر رسالہ لیک قادیانی کے خط کا جواب ہے، جو رجب ۱۳۹۹ھ میں لکھا گیا  
تھا، اور جس میں آنے والے مسیح کی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات  
سے، جو خود مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی مسلم ہیں، ذکر کی گئی ہیں، جن سے ثابت ہوا ہے  
کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ غلط ہے، یہ رسالہ ”شناخت“  
کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے، اور لب نظر ملنے کے بعد اسے جدید انداز میں شائع کیا  
جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبول نصیب فرمائیں، اور اسے اپنے بندوں کی ہدایت کا  
ذریعہ بنائیں، آمین یا رب العالمین۔

محمد بن مسعود بن علی

۱۴ رجب ۱۴۱۰ھ



مکرم و محترم جناب..... صاحب!..... زیدت الطافم، آداب و دعوات۔

مرزا گرامی! جناب کا گرامی نامہ مجرہ ۲۶ مئی ۱۹۷۹ء آج ۱۶ جون کو مجھے ملا، قبل ازیں چل  
گرامی ناموں کے جواب لکھ چکا ہوں، آج کے خط میں آپ نے مرزا صاحب کے کچھ  
دعوے کچھ اشعار اور کچھ پیش گوئیاں ذکر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد  
گرامی نقل کیا ہے کہ ”جب مسیح اور مہدی ظاہر ہو تو اس کو میرا سلام پہنچائیں“ اور پھر اس  
ناکارہ کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ:

”اب تک آپ نے (یعنی راقم الحروف نے) اس کی پہلی و بربادی کی  
تیسریں کر کے بہت کچھ اس کے خدا اور رسول کی مخالفت کر لی، اب خدا کے لئے اپنے  
میل پر رحم فرمائیں، اگر اپنی اصلاح نہیں کر سکتے تو دوسروں کی گمراہی اور حق سے دوری  
کی کوششوں سے باز رہ کر اپنے لئے الٹی نراستگی تو مولد لیں۔“

جناب کی نصیحت بڑی قیمتی ہے، اگر جناب مرزا صاحب واقعی مسیح اور مہدی ہیں تو  
کوئی شک نہیں کہ ان کی مخالفت خدا اور رسول کی مخالفت ہے، حق سے دوری و گمراہی  
ہے، اور الٹی نراستگی کا موجب ہے اور اگر وہ مسیح یا مہدی نہیں تو جو لوگ ان کی پیروی  
کر کے سچے مسیح اور سچے مہدی کے آنے کی نفی کر رہے ہیں ان کے گمراہ ہونے، حق سے  
دور ہونے، الٹی نراستگی کے بچے ہونے اور خدا اور رسول کے مخالف ہونے میں بھی کوئی شبہ  
نہیں ہے۔ اگر واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سلام  
پہنچانے کا حکم فرمایا ہے تو کھلی ہوئی بات ہے کہ آپ نے امت کو یہ ہدایت بھی فرمائی ہوگی  
کہ حضرت مسیح اور حضرت مہدی کی کیا کیا علامتیں ہیں؟ وہ کب تشریف لائیں گے؟ کتنی  
مدت رہیں گے؟ کیا کیا کھڑے انجام دیں گے؟ اور ان کے زمانے کا نقشہ کیا ہوگا؟ پس  
اگر مرزا صاحب اس معیار پر، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، پورے  
اترے ہیں تو نمیک ہے۔ انہیں ضرور مسیح ماننے اور ان کی دعوت بھی دینے۔ ورنہ ان کی  
حیثیت سید محمد جوہوری، ملا محمد اکی اور علی محمد باب وغیرہ جیسے مدعیان مسیحیت و  
مہدویت کی ہوگی، اور ان کو مسیح کہہ کر احادیث نبویہ کو ان پر چسپاں کرنا ایسا ہوگا کہ کوئی  
شخص ”بوم“ کا نام ”ہما“ رکھ کر ہاکی صفت و کمالات اس پر چسپاں کرنے لگے، اور  
لوگوں کو اسے ”ہما“ سمجھنے کی دعوت دے۔ لہذا مجھ پر آپ پر اور سارے انسانوں پر

لازم ہے کہ مرزا صاحب کو فرمودہ نبویؐ کی کوئی پر جانچیں، وہ کھرے نکلیں تو نہیں۔  
کھوٹے نکلیں تو انہیں مسترد کر دیں۔ اس منصفانہ اصول کو سامنے رکھ کر میں جناب کو بھی  
آپ کی اپنی نصیحت پر عمل کرنے، اور مرزا صاحب کی حیثیت پر غور و فکر کی دعوت دیتا  
ہوں اور اس سلسلہ میں چند نکات مختصراً عرض کرنا ہوں۔ واللہ التوفیق۔

## ۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام کب آئیں گے؟

اس سلسلہ میں سب پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کب آئیں  
گے؟ کس زمانے میں ان کی تشریف آوری ہوگی؟ اس کا جواب خود جناب مرزا صاحب ہی  
کی زبان سے سننا بہتر ہوگا۔ مرزا صاحب، اپنے ثنانات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پہلا نشان: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث  
لہذہ الامۃ علی راس کل سائۃ من یجد دلہا دینہا۔“

(رواہ دہور)

یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا۔  
جو اس کے لئے دین کو نازہ کرے گا.....

اور یہ بھی اہل سنت کے درمیان متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت  
کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا، اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری  
زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ  
ہے۔ اگر چاہو تو پوچھ لو۔“ (حقیقۃ میں ص ۱۱۲)

مرزا صاحب نے اپنی دلیل کو تین مقدموں سے ترتیب دیا ہے۔

(الف): ارشاد نبویؐ کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوگا۔

(ب): اہل سنت کا اتفاق کہ آخری صدی کا آخری مجدد مسیح ہوگا۔

(ج): یہود و نصاریٰ کا اتفاق کہ مرزا صاحب کا زمانہ آخری زمانہ ہے۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ اگر چودھویں صدی آخری زمانہ ہے تو اس میں آنے والا مجدد

ی ”آخری مجدد“ ہو گا اور جو ”آخری مجدد“ ہو گا لہذا وہی مسیح موعود بھی ہوگا۔ لیکن  
اگر چودھویں صدی کے ختم ہونے پر پندرہویں صدی شروع ہوگئی تو فرمودہ نبویؐ کے  
مطابق اس کے سر پر بھی کوئی مجدد آئے گا، اس کے بعد سولہویں صدی شروع ہوئی تو لازماً

۱۔ یہ غور ہر صدی میں شروع ہونے سے پہلے ہے۔



اس کا بھی کوئی مجدد ضرور ہو گا۔  
میں نہ چودھویں صدی آخری زمانہ ہوا اور نہ مرزا صاحب کا "آخری مجدد"  
ہونے کا دعویٰ صحیح ہوا۔ اور جب وہ "آخری مجدد" نہ ہوئے تو صدی یا سچ بھی نہ ہوئے  
کیونکہ "لئ سنت میں یہ امر متفق علیہ امر ہے کہ "آخری مجدد" اس امت کے حضرت  
مسح علیہ السلام ہوں گے۔ "اگر آپ صرف اسی ایک نکتہ پر بنظر انصاف غور فرمائیں تو  
آپ کا فیصلہ یہ ہو گا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ غلط ہے۔ وہ مسیح اور مدی نہیں۔

### ۴۔ حضرت مسیح علیہ السلام کتنی مدت قیام فرمائیں گے؟

زمانہ نزول مسیح کا تعقیبہ ہو جانے کے بعد دو سرا سوال یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کتنی  
مدت زمین پر قیام فرمائیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث طیبہ میں ان کی مدت قیام  
چالیس سال ذکر فرمائی گئی ہے۔ (معیہ السیورہ ص ۱۱۳۔ ورمہ سورہ رب) یہ مدت خود مرزا صاحب  
کو بھی مسلم ہے، بلکہ اپنے بارے میں ان کا چل (۴۰) سالہ دعوت کا اہم بھی ہے،  
چنانچہ اپنے رسالہ "نشان آسمانی" میں شاہ نعمت اللہ ولی کے شعر:  
"تا چل سال اے برادر من دور آں شہسولری بنیم"  
کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

"یعنی اس روز سے جو وہ امام مہم ہو کر اپنے تئیں ظہر کرے گا، چالیس برس تک  
زندگی کرے گا، اب واضح رہے کہ یہ عاثر اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق  
کے لئے امام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی ۸۰ برس تک یا اس کے  
قریب تیری عمر ہے، سو اس امام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے۔ جن  
میں سے دس برس کال گزر بھی گئے۔" (ص ۱۳ ص ۱۳۳)

مرزا صاحب کے اس حوالے سے واضح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام چالیس  
برس زمین پر رہیں گے اور سب جانتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں مسیحیت کا  
دعویٰ کیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو داغ مفارقت دے گئے۔ گویا مسیح ہونے کے دعوے کے  
ساتھ کل ساڑھے ستو برس دنیا میں رہے۔ اور اگر اس کے ساتھ وہ زمانہ بھی شامل کر لیا  
جائے جبکہ ان کا دعویٰ صرف مجددیت کا تھا، مسیحیت کا نہیں تھا، تب بھی جون ۱۸۹۲ء  
(جونشان آسمانی کا سن تصنیف ہے) تک "دس برس کامل" کا زمانہ اس میں مزید

شمال کرنا ہو گا اور ان کی مدت قیام ۳۶ سال بنے گی۔ لہذا فرمودہ بنویں (چالیس برس زمین پر رہیں گے) کے معیار پر تب بھی وہ پورے نہ اترے اور نہ ان کا دعویٰ مسیحیت ہی صحیح ثابت ہوا۔ یہ دو سرائکت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح نہیں تھے۔

### ۳۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے احوال شخصہ

(الف) - شادی اور اولاد:

حضرت مسیح علیہ السلام زمین پر تشریف لانے کے بعد شادی کریں گے۔ اور ان کے اولاد ہوگی۔ (مکملہ ۲۸۰)

یہ بات جناب مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ”نکاح آسمانی“ کی تائید میں فرماتے ہیں۔

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے۔ ”یتزوج وینالہ“ یعنی وہ مسیح موعود پوری کرے گا، اور نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا ہم طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ علم طور پر ہر یہ شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیلہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“ (میرا ہم احسن ص ۵۳)

بلاشبہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے پورا ہونے سے منکر ہو، اس کے سیلہ دل ہونے میں کوئی شبہ نہیں!

جناب مرزا صاحب کی یہ تحریر ۱۸۹۶ء کی ہے اس وقت مرزا صاحب کی دو شادیاں ہو چکی تھیں۔ اور دونوں سے اولاد بھی موجود تھی۔ مگر بقول ان کے ”اس میں کچھ خوبی نہیں۔“ لیکن جس شادی کو بطور نشان ہونا تھا اور اس سے جو ”خاص اولاد“

۱۔ ملت میری تیکم سے مرزا صاحب کے نکاح آسمانی کی تصدیق فرمائی گئی۔  
۲۔ میرا ہم احسن ص ۵۳ میں مذکور ہے کہ مرزا صاحب نے فرمایا کہ میں نے اپنے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ وہ میرا شریف نہیں گئے تو نکاح بھی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔



پیدا ہوئی تھی، جس کی تصدیق کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "یتزوج واولد" فرمایا تھا۔ وہ مرزا صاحب کو نصیب نہ ہو سکی۔ لہذا وہ اس معیار نبوی پر بھی پورے نہ اترے، اور جو لوگ خیال کرتے ہوں کہ مسیح کے لئے اس خاص شادی اور اس سے اولاد کا ہونا کچھ ضروری نہیں تو اس کے بغیر بھی کوئی شخص "مسیح موعود" کہلا سکتا ہے مرزا صاحب کے بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا ارشاد میں ان ہی سیاہ دل سکروں کے شبہات کا ازالہ فرمایا ہے۔ یہ تیسرا نکتہ ہے جس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب مسیح نہیں تھے۔

### (ب) - حج و زیارت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات ذکر کرتے ہوئے ان کے حج و عمرہ کرنے اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کرنے کو بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔ (مصدق مہم ص ۱۵۵)

جناب مرزا صاحب کو بھی یہ معیار مسلم تھا۔ چنانچہ "ایام الصلح" میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ آپ نے اب تک حج کیوں نہیں کیا کہتے ہیں:

"ہمارا حج تو اس وقت ہو گا جب دجل بھی کفر اڑا دے اور مل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث مسیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہو گا۔"

(ص ۱۶۸)

لیک اور جگہ مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے۔ (ص ۱۶۸)

"مولوی محمد مسین ہالوی کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں سنایا گیا۔ جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ:

"میرا پہلا کام خنزروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے، ابھی تو میں خنزروں کو قتل کر رہا ہوں، بہت سے خنزیر مرچکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت ہوئے۔"

(ملفوظات موعود، ج ۲، ص ۱۶۳ مرتبہ منظور اہی صاحب)

مگر سب دنیا جانتی ہے کہ مرزا صاحب حج و زیارت کی سعادت سے آخری لمحہ حیات تک محروم رہے لہذا وہ اس معیار نبوی کے مطابق بھی مسیح موعود نہ ہوئے۔

### (ج) - وفات اور تدفین

حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی مدت قیام پوری کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوگا۔ مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے، اور انہیں روضہ الطہر میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلو میں دفن کیا جائے گا۔ (معلوم ص ۲۸۰)

جناب مرزا صاحب بھی اس معیار نبویؐ کو تسلیم کرتے ہیں۔ ”مکشی نوح“ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا، یعنی وہ میں ہی ہوں۔“ (ص ۱۵)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”ممکن ہے کوئی مشیل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس دفن ہو۔“ (زبور ص ۳۷۰)

اور سب دنیا جانتی ہے کہ مرزا صاحب کو روضہ الطہر کی ہوا بھی نصیب نہ ہوئی۔ وہ تو ہندوستان کے قصبہ قادیان میں دفن ہوئے۔ لہذا وہ مسیح موعود بھی نہ ہوئے۔

### ۴۔ حضرت مسیحؑ آسمان سے نازل ہوں گے

جس مسیح علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پہنچانے کا حکم فرمایا ہے ان کے ہرے میں یہ وضاحت بھی فرمادی ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہ معیار نبویؐ خود مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

”خلاص مسیحؑ کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیحؑ جب آسمان سے نازل ہوں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ص ۸۱)

اور سب کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ عورت کے پیٹ کا نام آسمان نہیں۔ لہذا مرزا صاحب مسیحؑ نہ ہوئے۔

### ۵۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے کارنامے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسیح کے آنے کی خبر دی اور جنہیں سلام



پہنچانے کا حکم فرمایا ان کے کارنامے بڑی تفصیل سے امت کو بتائے۔ مثلاً صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:

والذی نفسی یمد لیوشکن ان ینزل  
فیکم ابن مریم حکماً عدلاً لیکسر  
الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع  
الحرب۔  
(صحیح بخاری ص ۴۹۰ ج ۱)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری  
جان ہے کہ عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن  
مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں  
گے۔ پس صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل  
کر دیں گے اور لڑائی موقوف کر دیں گے۔

اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد از نزول متعدد کارنامے مذکور ہیں  
ان کی مختصر تشریح کرنے سے پہلے لازم ہے کہ ہم اس حقیقت کو من و عن تسلیم کرنے کے  
لئے تیار ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر بیان فرمائی ہے۔ کیونکہ قسم اسی  
ہمکے کھائی جاتی ہے۔ جہاں اس حقیقت کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہو، یا وہ مخاطبین کو  
کچھ عجوبہ اور اچھا معلوم ہوتی ہو اور اسے بغیر کسی تاویل کے تسلیم کرنے پر آمادہ نظر نہ آتے  
ہوں۔ قسم کھانے کے بعد جو لوگ اس قسم کو سچا سمجھیں گے وہ اس حقیقت کو بھی تسلیم کریں  
گے۔ لیکن جو لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے گریز کریں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ  
انہیں قسم کھانے والے کی قسم پر بھی اعتبار نہیں اور نہ وہ اسے سچا ماننے کے لئے تیار ہیں و یہ  
بات خود مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

والقسم بدل علی ان الخیر محمول علی الظاہر لا تاویل فیہ ولا استثناء (سنن بیہقی ص ۳)  
قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ  
استثناء

(الف)۔ مسیح علیہ السلام کون ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ:

- (۱) آنے والے مسیح کا نام عیسیٰ ہو گا جبکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد تھا، ذرا غور  
فرمائیے کہ کہاں عیسیٰ اور کہاں غلام احمد؟ ان دونوں ناموں کے درمیان کیا جوڑ؟
- (۲) مسیح کی والدہ کا نام مریم صدیقہ ہے۔ جبکہ مرزا صاحب کی ماں کا نام چاند بی بی  
تھا۔

(۳) مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، جب کہ مرزا صاحب نازل نہیں ہوئے۔

یہ تینوں خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلفاً دی ہیں۔ اور ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ جو خبر قسم کھا کر دی جائے اس میں کسی تاویل اور کسی استثناء کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اب انصاف فرمائیے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان حلفیہ خبروں میں تاویل کرتے ہیں کیا ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے؟ یا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

### (ب) - حاکم عادل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں حلفیہ خبر دی ہے کہ وہ حاکم عادل کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور ملت اسلامیہ کی سربراہی اور حکومت و خلافت کے فرائض انجام دیں گے۔ اس کے برعکس مرزا صاحب پشتوں سے انگریزوں کے محکوم اور غلام چلے آتے تھے۔ ان کا خاندان انگریزی سامراج کا ٹوڈی تھا۔ خود مرزا صاحب کا کام انگریزوں کے لئے مسلمانوں کی جاسوسی کرنا تھا، اور وہ انگریزوں کی غلامی پر فخر کرتے تھے۔ ان کو ایک دن کے لئے بھی کسی جگہ کی حکومت نہیں ملی۔ اس لئے ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صلوٰۃ نہیں آتا۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

”ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانے میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے ظاہری الفاظ صادق آسکیں، کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔“

(زاد و دام ص ۱۰۰)

پس جب مرزا صاحب بقول خود حکومت و بادشاہت کے ساتھ نہیں آئے، اور ان پر فرمان نبویؐ کے الفاظ صادق ہی نہیں آتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہ کج نہ ہوئے۔

### (ج) کسر صلیب

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا سب سے اہم اور اصل مشن اپنی قوم کی



اصلاح کرنا ہے اور ان کی قوم کے دو حصے ہیں۔ ایک مخالفین یعنی یہود، اور دوسرے محبین، یعنی نصاریٰ۔

ان کے نزول کے وقت یہودی کی قیادت و جہل یہودی کے ہاتھ میں ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاکر سب سے پہلے و جہل کو قتل اور یہود کا صنایا کریں گے۔ (میں اسے آگے چل کر ذکر کروں گا۔) ان سے منہنے کے بعد آپ اپنی قوم نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوں گے، اور ان کی غلطیوں کی اصلاح فرمائیں گے، ان کے اعتقادی بگاڑ کی ساری بنیاد تہیدہ تثلیث، کفارہ اور صلیب پرستی پر مبنی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے واضح ہو جائے گا کہ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں، لہذا تثلیث کی تردید ان کا سرپا وجود ہوگا، کفارہ اور صلیب پرستی کا مدار اس پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حق اللہ سولی پر لٹکایا گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بقید حیات ہونا ان کے عقیدہ کفارہ اور تقدس صلیب کی نفی ہوگی۔ اس لئے تمام عیسائی اسلام کے حلقہ گوش ہو جائیں گے۔ اور اپنے مرادے عقائد باطلہ سے توبہ کر لیں گے، اور ایک بھی صلیب دنیا میں باقی نہیں رہے گی۔

خنزیر خودی ان کی ساری معاشرتی برائیوں کی بنیاد تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کی توبہ ڈالیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ جس سے عیسائیوں کے اعتقادی اور معاشرتی بگاڑ کی ساری بنیادیں منہدم ہو جائیں گی۔ اور خود نصاریٰ مسلمان ہو کر صلیب کو توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا کام کریں گے۔ اور جو شخص صلیب طاقتوں کا جاسوس ہو اس کو کسر صلیب کی توفیق ہو بھی کیسے سکتی تھی۔

یہ ہے وہ ”کسر صلیب“ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے ذیل میں حائفاً بیان فرمایا ہے۔

جناب مرزا صاحب کو کسر صلیب کی توفیق جیسی ہوئی وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مزمومہ ”کسر صلیب“ کے دور میں عیسائیت کو روز افزوں ترقی ہوئی۔ خود مرزا صاحب کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔

”اور جب تیرہویں صدی کچھ نصف سے زیادہ گزر گئی تو یک دفعہ اس و جہل مگروں کا خروج ہوا اور پھر ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ اس صدی کے اواخر میں بقتول پادری ہیسکر صاحب پانچ لاکھ تک سرف ہندوستان میں ہی کرٹان شدہ لوگوں کی

نوبت پہنچ گئی اور اندازہ کیا گیا کہ قریباً بارہ سال میں ایک لاکھ آدمی عیسائی مذہب میں داخل ہو جاتا ہے۔"  
یہ تو مرزا صاحب کی سبز قدی سے ان کی زندگی میں حل تھا، اب ذرا ان کے دنیا سے رخصت ہونے کا حال سنئے۔ اخیر الفضل قادیان ۱۹ جون کی اشاعت میں صفحہ ۵ پر لکھتا ہے۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے (۱۳۷) مشن کام کر رہے ہیں۔ یعنی ہیڈ مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہیڈ مشنوں میں اٹھارہ سو سے زائد پادری کام کر رہے ہیں۔ (۳۰۳) اسپتال ہیں جن میں (۵۰۰) ڈاکٹر کام کر رہے ہیں (۳۳) پریس ہیں اور تقریباً (۱۰۰) اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ (۵۱) کالج (۶۱) پبلک اسکول اور (۶۱) ٹیٹنگ کالج ہیں۔ ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ تکنیکی فوج میں (۳۰۸) یورپین اور (۲۸۸۲) ہندوستانی مناد کام کرتے ہیں۔ ان کے ماتحت (۵۰۷) پرائمری اسکول ہیں جن میں (۸۶۷۵) آدمیوں کی پرورش ہو رہی ہے۔ اور ان سب کوششوں اور تربیتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کٹا جاتا ہے روزانہ (۲۲۳) مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مسلمان کیا کر رہے ہیں؟ وہ تو شاید اس کام کو قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے۔ (۱۰) بھی۔ ہندو کی پرورش ہونا ہونا۔ اس لئے مسلمان کو اس طرف توجہ نہیں ہونی چاہیے؟ (جی، احمدی جماعت کو سوچنا چاہیے کہ عیسائیوں کی مشینوں کی تعداد کے اس قدر وسیع جال کے مقابلے میں اس کی مساعی کی کیا حیثیت ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر رہے ہیں۔ انہیں بھی ہم خوب جانتے ہیں۔"

دیکھ عبرت سے الفضل کی رپورٹ پڑھئے کہ ۱۹۳۱ء میں (۸۷۶۰) اکیاسی ہزار ملت سوسائٹھ آدمی سلوانڈ کے حساب سے صرف ہندوستان میں عیسائی ہو رہے تھے، بالی سب دنیا کا قصہ الگ رہا۔ اب انصاف سے بتائے کہ کیا یہی "کمر صلیب" تھی جس کی خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلفادے رہے ہیں اور کیا یہی "کامر صلیب" مسیح ہے جسے سلام پہنچانے کی آپ وصیت فرما رہے ہیں؟ کسٹی میں نے آپ کے سامنے

ملے عیسائی مٹوہوں نے ایک "بلیٹین آری" بھیجی ہے جس کے معنی ہیں "تمہارے دینہ نوج" اول عام میں تیج فری کھاتو ہے۔ اس کے آدمی احمد اور وہ ہیں جنہوں نے اس کے رموز سے بہت فخر مسلمانوں کو اس نے اس کو روتا، بھلائی کی کٹی مٹوہ دے رکھی ہے۔



پیش کر دی ہے۔ اگر آپ کوٹے کھرے کو پرکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو آپ کے ضمیر کو فیصلہ کرنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ”مسیح قاریانی“ کو ”کاسر صلیب“ کہہ کر سلام نہیں بھجوا رہے۔ وہ کوئی اور ہی مسیح ہو گا جو چند دنوں میں عیسائیت کے آئندہ روئے زمین سے صفایا کر دے گا۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

مرزا صاحب کی کوئی بات تاویلات کی بیساکھیوں کے بغیر کھڑی نہیں ہو سکتی تھی حالانکہ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان ہے جس میں تاویلات کی سرے سے گنجائش ہی نہیں، اسی لئے مرزا صاحب نے ”کاسر صلیب“ کے معنی ”موت مسیح کا اعلان“ کرنے کے فرمائے۔ چونکہ مرزا صاحب نے بزم خود مسیح علیہ السلام کو مار کر (نعوذ باللہ) یوزا آسف کی قبر واقع محلہ خانیار سرنگد میں انہیں دفن کر دیا۔ اس لئے فرض کر لینا چاہئے کہ بس صلیب ٹوٹ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرزا صاحب نے بہت سی جگہ اس بات کو بڑے طعمران سے بیان کیا ہے کہ میں نے عیسائیوں کا خدا مار دیا، ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

”اسل میں اہل وجود و باقوں کے لئے ہے ایک تو ایک نبی کو مارنے کے لئے  
دوسرا شیطان کو مارنے کے لئے۔“ (غنیۃ ص ۱۰ ج ۱)

اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو عقل و فہم کی دولت عطا فرمائی ہے تو اسے سوچنا چاہئے کہ ہندوستان میں عیسائیوں کے خدا کو مارنے کا سرا سر سید کے سر پر ہے، جس زمانے میں مرزا صاحب حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے تھے اور براہین احمدیہ میں ص ۳۹۸، ۴۹۹، ۵۰۵ میں قرآن کریم کی آیت اور اپنے الہیات کے حوالے دے کر حیات مسیح ثابت فرماتے تھے، سرسید بزم خود اسی وقت عیسیٰ علیہ السلام کی موت (نعوذ باللہ) آروئے قرآن ثابت کر چکے تھے، حکیم نور دین، مولوی عبدالکریم، مولوی محمد احسن امرہوی اور کچھ جدید تعلیم یافتہ طبقہ سرسید کے نظریات سے متاثر ہو کر وفات مسیح کا قائل تھا۔ اس لئے اگر وفات مسیح ثابت کرنا ”کاسر صلیب“ ہے تو ”مسیح موعود“ اور ”کاسر صلیب“ کا خطاب مرزا صاحب کو نہیں بلکہ سرسید احمد خان کو ملنا چاہئے۔

اور اس بات پر بھی غور فرمائیے کہ عیسائیوں کی صلیب پرستی اور کفر کا مسئلہ صلیب کے اس تقدس پر مبنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) صلیب پر لٹکائے گئے، اور اس نکتہ کو مرزا صاحب نے خود تسلیم کر لیا۔ مرزا صاحب کو عیسائیوں سے

صرف اتنی بات میں اختلاف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے، بلکہ کلیتہً (مردہ کی مانند) ہو گئے تھے اور بعد میں اپنی طبعی موت مرے۔

بہر حال مرزا صاحب کو عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر لٹکایا جانا بھی مسلم اور ان کا فوت ہو جانا بھی مسلم۔ اس سے تو عیسائیوں کے عقیدہ و تقدس صلیب کی تائید ہوئی نہ کہ ”کسر صلیب“۔

اس کے برعکس اسلام یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر لٹکائے جانے کا افسانہ ہی سودیوں و خور تراشیدہ ہے، جسے عیسائیوں نے اپنی جہالت سے مان لیا ہے۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر لٹکائے گئے، اور نہ صلیب کے تقدس کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے، اور یہی وہ حقیقت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر کھلے گی۔ اور دونوں قوموں پر ان کی غلطی واضح ہو جائے گی۔ جس کے لئے نہ مناظروں اور اشتہاروں کی ضرورت ہوگی نہ ”لندن کانفرنسوں“ کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود سماں ان کے عقائد کے غلط ہونے کی خود دلیل ہوگا۔

#### (د) لڑائی موقوف، جزیہ بند

صحیح بخاری کی مندرجہ بالا حدیث میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک کلمہ نامہ ”یضع الحرب“ بیان فرمایا ہے یعنی وہ لڑائی اور جنگ کو ختم کر دیں گے۔ اور دوسری روایات میں اس کی جگہ ”ویضع الجزیۃ“ کے لفظ ہیں۔ یعنی جزیہ موقوف کر دیں گے۔

مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بے شمار جگہ اس ارشاد نبویؐ کے حوالے سے انگریزی حکومت کی دائمی غلامی اور ان کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا۔ حالانکہ حدیث نبویؐ کا فضلیہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد لوگوں کے مذہبی اور نفسانی اختلافات مٹ جائیں گے (جیسا کہ آگے ”زمانہ کا نقشہ“ کے ذیل میں آتا ہے) اس لئے نہ لوگوں کے درمیان کوئی عداوت و کدورت باقی رہے گی۔ نہ جنگ و جدال..... اور چونکہ تمام مذاہب مٹ جائیں گے، اس لئے جزیہ بھی ختم ہو جائے گا۔

ادھر مرزا صاحب کی سبز قدی سے اب تک دو عالمی جنگیں ہو چکی ہیں، روزانہ کہیں نہ کہیں جنگ چل رہی ہے اور تیسری عالمی جنگ کی تلوار انسانیت کے سروں پر تنک رہی ہے اور مرزا صاحب جزیہ تو کیا بند کرتے وہ اور ان کی جماعت آج تک خود غیر مسلم



قوتوں کی باج گزار ہے، اب انصاف فرمائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی جو یہ علامت حلتاً بیان فرمائی ہے کہ ان کے زمانے میں لڑائی بند ہو جائے گی اور جزیہ موقوف ہو جائے گا کیا یہ علامت مرزا صاحب میں پائی گئی؟ اگر نہیں، پھر یقیناً نہیں تو مرزا صاحب کو مسیح ماننا کتنی غلط بات ہے۔

### (د) قتل و جال

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ایک عظیم الشان کارنامہ ”قتل و جال“ ہے۔ احادیث طیبہ کی روشنی میں وصال کا مختصر قصہ یہ ہے کہ وہ یسود کار نہیں ہوگا، ابتداء میں نیکی و پارسائی کا اظہار کرے گا۔ پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا اور بعد میں خدائی کا۔ (مجلد ۱ ص ۳۷) وہ آنکھ سے کانٹا ہوگا۔ ماتھے پر ”کافر“ یا (ک، ف، ر) لکھا ہوگا۔ جسے ہر خواندہ و ناخواندہ مسلمان پڑھے گا، اس نے اپنی جنت و دوزخ بھی بنارکھی ہوگی، (مجلد ۱ ص ۳۷) اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے ہمراہ ہوں گے (مجلد ۱ ص ۳۷)۔ شام و عراق کے درمیان سے خروج کرے گا، اور دائیں بائیں فساد پھیلانے لگا، چالیس دن تک زمین میں لودھم مچائے گا، ان چالیس دنوں میں سے پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا ایک ماہ کے برابر، تیسرا ایک ہفتہ کے برابر اور باقی ۳۶ دن معمول کے مطابق ہوں گے۔ ایسی تیزی سے مسافت طے کرے گا جیسے ہوا کے پیچھے بادل ہوں۔ (مجلد ۱ ص ۳۷)۔ لوگ اس کے خوف سے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔

حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو قہر و استدراج دیا جائے گا۔ اس کے خروج سے پہلے تین سال ایسے گزریں گے کہ پہلے سال ایک تہائی بارش اور ایک تہائی غلہ کی کمی ہو جائے گی، دوسرے سال دو تہائی کی کمی ہوگی اور تیسرے سال نہ بارش کا قطرہ برے گا اور نہ زمین میں کوئی روئیدگی ہوگی۔ اس شدت قحط سے حیوانات اور درندے تک مر سکتے۔ جو لوگ وصال پر ایمان لائیں گے ان کی زمینوں پر بارش ہوگی اور ان کی زمین میں روئیدگی ہوگی، ان کے چوپائے کو نکھیں بھرے ہوئے چراگاہ سے لائیں گے، اور جو لوگ اس کو نہیں مانیں گے وہ مظلوم الحال ہوں گے، ان کے سب مل مویشی تباہ ہو جائیں گے۔ (مجلد ۱ ص ۳۷-۳۷)

وصال دیرانے پر سے گزرے گا تو زمین کو حکم دے گا کہ اپنے خزانے اگل دے

چنانچہ خزانے نکل کر اس کے ہمراہ ہو لیں گے۔ (فقہ ۳۷۳)  
ایک دیہاتی اعرابی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے اونٹ زندہ کر دوں تو مجھے مان لے گا؟  
وہ کہے گا ضرور! چنانچہ شیطان اس کے اونٹوں کی شکل میں سامنے آئیں گے اور وہ سمجھے  
گا کہ واقعی اس کے اونٹ زندہ ہو گئے ہیں اور اس شعبدہ کی وجہ سے دجل کو خدا مان لے  
گا۔

اسی طرح ایک شخص سے کہے گا کہ اگر میں تیرے باپ اور بھائی کو زندہ کر دوں تو  
مجھے مان لے گا؟ وہ کہے گا ضرور۔ چنانچہ اس کے باپ اور بھائی کی قبر پر جائے گا تو  
شیاطین اس کے باپ اور بھائی کی شکل میں سامنے آکر کہیں گے ہاں! یہ خدا ہے، اسے  
ضرور مانو۔ (فقہ ۳۷۴)

اس قسم کے بے شمار شعبدوں سے وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرے گا، اور اللہ  
تعالیٰ کے خاص مختص بندے ہی ہوں گے جو اس کے دجل و فریب اور شعبدوں اور  
کرشوں سے متاثر نہیں ہوں گے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت  
فرمائی جو شخص خروج دجل کی خبر سنے اس سے دور بھاگ جائے۔ (فقہ ۳۷۵)

بالآخر دجل اپنے لاؤ و لشکر سمیت مدینہ طیبہ کا رخ کرے گا، مگر مدینہ طیبہ میں  
داخل نہیں ہو سکے گا، بلکہ احد پہاڑ سے پیچھے پڑنا پڑے گا، پھر اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا  
رخ ملک شام کی طرف پھیر دیں گے، اور وہیں جا کر وہ ہلاک ہو گا۔ (فقہ ۳۷۶)

دجل جب شام کا رخ کرے گا تو اس وقت حضرت امام مہدی علیہ الرضوان  
قسططنیہ کے محلو پر نصدی سے مصروف جہاد ہوں گے، خروج دجل کی خبر سن کر ملک  
شام کو واپس آئیں گے، اور دجل کے مقابلے میں صف آراء ہوں گے، نماز فجر کے  
وقت، جب کہ قتل کی اقامت ہو چکی ہوگی، عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ حضرت  
مہدی علیہ الرضوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز فجر کے لئے آگے کریں گے۔ اور خود  
پیچھے ہٹ آئیں گے، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہی کو نماز پڑھانے کا حکم فرمائیں گے  
(فقہ ۳۸۰)۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجل کے مقابلے کے لئے  
نکلے گے۔ وہ آپ کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہو گا۔ اور پیسے کی طرح پھسلنے لگے گا۔ آپ  
”باب لد“ پر (جو اس وقت اسرائیلی مقبوضات میں ہے) اسے جالیں گے اور اسے قتل  
کر دیں گے۔ (فقہ ۳۸۱)



امام ترمذیؒ حضرت مجاہد بن جابرؒ کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کر کے کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد پر قتل کریں گے“ فرماتے ہیں:

”اس باب میں عمران بن حصینؒ، نافع بن عقیہؒ، ابی ہریرہؒ، جندبہ بن اسیدؒ، ابی ہریرہؒ، کیسانؒ، عثمان بن ابی العاصؒ، جابرؒ، ابی امامہؒ، ابن مسعودؒ، عبد اللہ بن عمرؒ، سرہ بن جندبؒ، نواس بن سمعانؒ، عمر بن موفؒ، جندبہ بن یمانؒ (یعنی چند صحابہؓ) سے احادیث مروی ہیں، یہ حدیث صحیح ہے۔“

(تحقیق ص ۲۳۸)

یہ ہے وہ دجال جس کے قتل کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے اور جس کے قاتل کو سلام پہنچانے کا حکم فرمایا ہے۔

کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہ رکھتا ہو تو اس کی بات دوسری ہے۔ لیکن جو شخص آپ پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے اسے انصاف کرنا چاہئے کہ کیا ان صفات کا دجال بھی دنیا میں نکلا ہے اور کیا کسی عیسیٰ ابن مریم نے اسے قتل کیا ہے؟

جس طرح مرزا صاحب کی مسیحیت خود ساختہ تھی اسی طرح انہیں دجال بھی مصنوعی تیار کرنا پڑا، چنانچہ فرمایا کہ عیسائی پادریوں کا گروہ دجال ہے، یہ بات مرزا صاحب نے اتنی بھراور سے لکھی ہے کہ اس کے لئے کسی حوالے کی ضرورت نہیں۔

اول تو یہ پادری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے سے چلے آ رہے تھے۔ اگر یہی دجال ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے ہی میں فرما دیتے کہ یہ دجال ہیں۔ پھر کیا وہ نقشہ اور دجال کی وہ صفات و احوال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں، ان عیسائی پادریوں میں پائے جاتے ہیں؟

اور اگر مرزا صاحب کی اس تاویل کو صحیح بھی فرض کر لیا جائے تو عقل و انصاف سے فرمایا جائے کہ کیا مرزا صاحب کی مسیحیت سے پادری

ہلاک ہو چکے ہیں؟ اور اب دنیا میں کیسی عیسیٰ پادریوں کا وجود باقی نہیں رہا؟ یہ تو ایک مشابہے کی چیز ہے جس کے لئے قیاس و منطق لڑانے کی ضرورت نہیں۔ اگر مرزا صاحب کا دجل قتل ہو چکا ہے تو پھر یہ دنیا میں عیسیٰ پادریوں کی کیوں بھر مار ہے؟ اور دنیا میں عیسائیت روز افزوں ترقی کیوں کر رہی ہے؟

## ۶۔ مسیح علیہ السلام کے زمانے کا عام نقشہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بابرکت زمانے کا نقشہ بھی بڑی وضاحت و تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ اختصار کے مد نظر میں یہاں بطور نمونہ صرف ایک حدیث کا ترجمہ نقل کرتا ہوں جسے مرزا محمود احمد صاحب نے حقیقۃ النبوة کے صفحہ ۱۹۲ پر نقل کیا ہے۔ یہ ترجمہ بھی خود مرزا محمود احمد صاحب کے قلم سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”انبیاء علیائی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی آئیں تو مختلف ہوتی ہیں، اور دین ایک ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ ابن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں، کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہونے والا ہے پس جب اسے دیکھو تو پہچان لو کہ وہ درمیانہ صحت، سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ، زرد کپڑے پہنے ہوئے، اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہو گا، گو سر پر پانی ہی نہ ڈالا ہو۔ اور وہ صلیب کو توڑ دے گا اور فخر کر قتل کر دے گا اور جزیہ ترک کر دے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ اس کے زمانے میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے، اور صرف اسلام ہی رہ جائے گا اور شیر لومنون کے ساتھ، چیتے گائے بیوں کے ساتھ، بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے، اور بچے ساتیوں سے کھیلیں گے، اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ عیسیٰ بن مریم چالیس سال زمین پر رہیں گے اور پھر وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کے جسد کی نماز پڑھیں گے۔“

اس حدیث کو بلا بد نظر عبرت پڑھا جائے، کیا مرزا صاحب کے زمانے کا یہی نقشہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لڑائی بند ہو جائے گی مگر اخلاقی راپورٹ کے مطابق اس صدی میں صرف ۲۳ دن ایسے گزرے ہیں جب زمین فسطائی خون



سے لالہ زار نہیں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں امن و آشتی کا یہ سہل ہو گا کہ دو آدمیوں کے درمیان تو کیا دو درندوں کے درمیان بھی عداوت نہیں ہوگی۔ مگر یہاں خود مرزا صاحب کی جماعت میں عداوت و نفرت کے شعلے بھڑک رہے ہیں، دوسروں کی تو کیا بات؟

۷۔ دنیا سے بے رغبتی اور انقطاع الی اللہ

صحیح بخاری شریف کی حدیث، جس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مل سیلاب کی طرح پھڑکے گا، یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ ایک مجیدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ (صحیح بخاری ص ۴۸۹)

اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ایک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے دنیا کو نیامت کے قریب آگئے کا یقین ہو جائے گا، اس لئے ہر شخص پر دنیا سے بے رغبتی اور انقطاع الی اللہ کی کیفیت غالب آجائے گی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت کیسی اثر اس جذبے کو مزید جلا بخشنے کی۔ دوسرے، زمین اپنی تمام برکتیں اگل دے گی اور فقر و افلاس کا خاتمہ ہو جائے گا حتیٰ کہ کوئی شخص زکوٰۃ لینے والا بھی نہیں رہے گا۔ اس لئے ملی عبادات کے بجائے نماز ہی ذریعہ تقرب رہ جائے گی اور دنیا و مافیہا کے مقابلے میں ایک مجیدے کی قیمت زیادہ ہوگی۔

جنت مرزا صاحب کے زمانے میں اس کے بالکل برعکس حرص اور لالچ کو ایسی ترقی ہوئی کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اتنی ترقی اسے شاید کبھی نہیں ہوئی ہوگی۔

حرف آخر

چونکہ آنجناب نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں خدا اور رسول کی مخالفت ترک کرنے کی اس ناکارہ کوشش کی ہے۔ اس لئے میں جنت سے اور آپ کی وساطت سے آپ کی جماعت اور جماعت کے امام جنت مرزا ناصر احمد صاحب سے اپیل کروں گا کہ خدا اور رسول کے فرمودات کو سامنے رکھ کر مرزا صاحب کی حالت پر غور فرمائیں۔ اگر مرزا صاحب سچ بولتے ہوتے ہیں تو بے شک ان کو مانیں۔ اور اگر وہ معیار نبوی پر پورے نہیں اترتے تو ان کو ”مسیح موعود“ ملنا خدا اور رسول کی مخالفت اور اپنی ذات سے صریح

بے انصافی ہے۔ اب جبکہ پندرہویں صدی کی آمد آ رہی ہے ہمیں نئی صدی کے نئے مجاہد کے لئے منتظر رہنا چاہئے۔ اور مرزا صاحب کے دعوے کو غلط سمجھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی تصدیق کرنی چاہئے۔ کیونکہ خود مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

”اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مسیحی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں سر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

”پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی فطرت میں نہ

آوے تو میں جھوٹا ہوں۔“ (مرزا صاحب کا خط بہم نامی خدایتین، مدارج المہدیہ، ۱۰۹۰ھ/۱۸۷۹ء)

جناب مرزا صاحب کا آخری فقرہ آپ کے پورے خط کا جواب ہے۔

پیش گوئیوں کی، بلند آہنگ دعوؤں کی، اشعار کی، رسالوں کی، کتابوں کی، پریس کانفرنسوں کی، پریس (غیرہ وغیرہ) کی صداقت و حقانیت کے بازار میں کوئی قیمت نہیں ہے۔ دیکھنے کی چیز وہ معیار نبویؐ ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو عطا فرمایا۔ اگر مرزا صاحب ہزار تاویلوں کے باوجود بھی اس معیار صداقت پر پورے نہیں اترتے تو اگر آپ ان کی حقانیت پر ”کروڑ نشان“ بھی پیش کر دیں تب بھی نہ وہ ”مسیح موعود“ بنتے ہیں اور نہ ان کو مسیح موعود کہنا جائز ہے۔ میں جناب کو دعوت دیتا ہوں کہ مرزا صاحب کے دعوئی سے دستبردار ہو کر فرمودات نبویؐ پر ایمان لائیں۔ حق تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دیں گے اور اگر آپ نے اس سے اعراض کیا تو مرنے کے بعد انشاء اللہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔

مبتعلم لیٹی ای ذہن تدانیت

وای عظیم فی انتقاضی عریمہا

والحمد لله اولاً و آخراً

لفظ والدعا

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

لفظ ۱۳۹۹ھ کے وسط میں آج سے ۱۵ سال پہلے لکھا گیا تھا۔ آج پندرہویں صدی کے ہی دن مل کر چکے ہیں، گزشتہ صدی کے ختم ہونے سے مرزا نظام حاکم کا دوری قطعاً نہایت دور کا ہے۔